عرش الٰہی کے خزانے

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عرش الٰہی کے خزانے

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

نام کتاب .... عرش الٰہی کے خزانے

تالیف: .... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

تاریخ اشاعت 2021ء

بار اشاعت .... اوّل

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321-6353540

www.ahnafmedia.com

فہرست

عرشِ الٰہی کا پہلا خزانہ 11
﴿مسکین سے محبت کرنا﴾ 11
مسکین کسے کہتے ہیں؟: 11
روحانی فوائد و ثمرات: 12
دل کی سختی کا علاج: 12
مساکین کے حقوق کی ادائیگی: 12
اللہ کی رضا اور کامیابی کا حصول: 13
مساکین کی حق تلفی کی سزا: 13
سوال: 14
جواب: 14
بدتر دعوت ولیمہ: 15
اُمُّ المساکین: 15
ابو المساکین: 16
خوفِ خدا کی علامت: 16
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: 17

مساکین چالیس سال قبل جنت میں: 17

قربِ الٰہی کا ذریعہ: 18

چند فوائد: 18

عرشِ الٰہی کا دوسرا خزانہ............ 20

﴿احساس میں اعتدال رکھنا﴾ 20

احساس کا مادہ اور دو طبقات: 20

اسلام کی خوبی: 20

حدیث مبارک کا خلاصہ: 21

احساسِ کمتری کا نقصان: 22

احساسِ کمتری کا حل، مقصدِ تخلیق پر غور: 22

احساسِ کمتری شیطانی حملہ ہے: 23

شکوہ نہیں؛ شکر کا مزاج بنائیے: 23

سوشل میڈیا کے چند نقصان دہ پہلو: 23

احساسِ کمتری کا جذبہ: 24

سوشل میڈیا کے چند فائدہ مند پہلو: 25

خبر دار رہیں! 25

خود کو شاباش دیں: 25

احساسِ برتری: 26
عام گناہ اور خود پسندی میں فرق: 27
خود پسندی کا مرض: 28
مادۂ تخلیق میں غور: 29
خود پسندی کا علاج: 29
ندامت اور خود پسندی: 30
عرشِ الٰہی کا تیسرا خزانہ 31
﴿صلہ رحمی کرنا﴾ 31
صلہ رحمی کا معنٰی وعلامات: 31
قطع رحمی کا معنٰی وعلامات: 31
زندگی اور رزق میں برکت: 32
زندگی میں برکت: 32
اَہلِ علم متوجہ ہوں: 33
دخولِ جنت کا سبب: 33
اَہلِ ایمان کی علامت: 34
پسندیدہ عمل: 34
جلد قبول ہونے والا عمل: 35

حقیقت میں صلہ رحمی کرنے والا: 35

آسان حساب و کتاب: 36

قطع رحمی خسارے کا باعث: 36

قطع رحمی لعنت کا باعث ہے: 37

ترکِ جہاد اور قطع رحمی: 38

قطع رحمی کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی: 38

قطع رحمی کی مرنے سے پہلے سزا: 39

قطع رحمی کرنے والا جنت نہیں جائے گا: 39

سوال: 40

جواب: 40

ایک خُراسانی کا واقعہ: 40

عرشِ الٰہی کا چوتھا خزانہ 42

﴿لوگوں سے کچھ نہ مانگنا﴾ 42

اسلام کی معاشی تعلیم: 42

مزدوری کرنا مانگنے سے بہتر: 42

اپنے ہاتھ کی کمائی بہترین روزی ہے: 45

خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل: 45

صحابہ کِرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل: 46

مالی پریشانی؛ گناہوں کا کفارہ: 47

لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا: 47

رسول اللہ ﷺ نے بیعت لی: 48

جنت کی ضمانت: 49

چندہ اور خدمت: 50

عرشِ الٰہی کا پانچواں خزانہ 51

﴿حق بات کہنا﴾ 51

حدیث کا درست مفہوم: 51

حدیث کا غلط مفہوم: 51

سننے والے کے مزاج کے خلاف: 52

کہنے والے کے مزاج کے خلاف: 52

درست بات کا حکم اور انعامات: 52

اعمال کی درستگی: 53

گناہوں کی معافی: 53

حُسنِ سلوک والی گفتگو: 54

صاف اور واضح گفتگو: 54

گفتگو میں بات کو دہرانا:..............................55

بلاضرورت گفتگو:..............................55

ادائیگی الفاظ کی رعایت:..............................56

بامعنی اور جامع گفتگو:..............................56

کمی زیادتی سے پاک گفتگو:..............................57

نرم خوئی:..............................57

عرشِ الٰہی کا چھٹا خزانہ..............................58

﴿ملامت کی پرواہ نہ کریں﴾..............................58

دو اہم باتیں:..............................58

ملامت کی پرواہ نہ کریں:..............................58

داڑھی اور لباس:..............................59

داڑھی کٹانا، دلِ رسول ﷺ کو زخمی کرنا ہے:..............................59

لباس پہننے میں گناہ سے بچیں:..............................60

ایک فقہی مسئلہ:..............................61

خواتین کے لیے پردے کا حکم:..............................61

مسلمان کی شان:..............................63

نفس کی اطاعت:..............................63

مقامِ فکر:..64

عرشِ الٰہی کا ساتواں خزانہ 66

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾..66

توحید کا معنی: 66

اللہ کے فضل و کرم کا قلبی یقین:...............................66

ایک مُسلّم ضابطہ:...67

جنت کا خزینہ: 67

کامل فرمانبردار بندہ:...67

ننانوے بیماریوں کا علاج:.......................................68

اَبان بن عثمان کو فالج کیوں ہوا؟.................................68

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا کرشمہ:....................................69

دعائے مستضعَفِین: 70

اذان کا جواب: 72

رات کو بیداری کے وقت:.......................................73

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے دس فوائد: 73

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے آخری سچے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش الٰہی کے سات خزانوں کا ذکر ایک حدیث مبارک میں فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلاَ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ وَأَمَرَنِي أَنْ لَّا أَسْأَلَ أَحَداً شَيْئاً وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا وَأَمَرَنِي أَنْ لَّا أَخَافَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

مسند احمد، رقم الحدیث: 21415

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا اور انہیں عرش الٰہی کے خزانے قرار دیا:

1: مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قربت اور تعلق بڑھانے کا۔

2: حیثیت میں اپنے سے کم درجے والے پر نظر رکھنے کا اور خود سے برتر حیثیت والے شخص پر نظر نہ رکھنے کا۔

3: رشتہ داروں سے تعلقات جوڑے رکھنے کا اگرچہ وہ لاپرواہی کیوں نہ برتیں۔

4: کسی سے کچھ نہ مانگنے کا۔

5: حق بات کہنے کا اگرچہ کسی کو اچھی نہ بھی لگے۔

6: دینی احکامات پر عمل کرتے وقت ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کرنے کا

7: کثرت کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پڑھنے کا۔

عرشِ الٰہی کا پہلا خزانہ

﴿مسکین سے محبت کرنا﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلا) حکم یہ دیا کہ میں مسکین سے محبت کروں۔

مسکین کسے کہتے ہیں؟:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2393

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے قریب قریب گھومتا پھرتا رہے اور ان سے ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی کہ یارسول اللہ پھر مسکین کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس خرچ کرنے کے لیے اتنا مال نہ ہو جس سے وہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکے اور نہ لوگ اسے ضرورت مند سمجھتے ہوں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ ہی وہ خود لوگوں سے کچھ مانگتا ہو۔

روحانی فوائد و ثمرات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طبقے سے محبت اور تعلق بنانے اور برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے ان سے دلی محبت رکھنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کی خوشی و غم میں شریک ہونے میں سوائے اللہ کی رضا کے بہت کم کوئی اور غرض ہو سکتی ہے اور محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے کوئی عمل کرنا ہی اخلاص کہلاتا ہے۔ مساکین سے محبت اور تعلق بڑھائے رکھنے میں گھمنڈ، غرور، تکبر سے حفاظت ہوتی ہے، دل کی سختی دور ہوتی ہے، مال و دولت اور دنیا کی محبت جیسی روحانی بیماریوں سے نجات ملتی ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے تواضع، انکساری اور دنیا کی بے ثباتی جیسی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

دل کی سختی کا علاج:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ: اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ۔

مسند احمد، رقم الحدیث:9018

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنی سخت دلی کو ختم کرنے کے لیے کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حل یہ بتلایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

مساکین کے حقوق کی ادائیگی:

مسکین؛ ہمارے معاشرے کا وہ مظلوم طبقہ ہے کہ جن کی طرف بالکل

توجہ نہیں دی جاتی، یہ خود کسی سے مانگتے نہیں اور لوگ ان کو ضرورت مند خیال نہیں کرتے وہ غربت، افلاس اور تنگدستی کی چکی میں پستے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے شریعت نے اس کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے کہ ان کا خوب خیال رکھا جائے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:215

ترجمہ: وہ لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ (اللہ کو خوش کرنے کے لیے) کیا خرچ کریں؟ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ دار، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لیے ہونا چاہیے اور تم بھلائی کا جو کام بھی کرو اللہ اس کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔

اللہ کی رضا اور کامیابی کا حصول:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

سورۃ الروم، رقم الآیۃ:38

ترجمہ: تم قریبی رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

مساکین کی حق تلفی کی سزا:

مساکین کے حقوق کی ادائیگی پر اللہ کی رضا اور کامیابی نصیب ہوتی ہے

اسی طرح ان کی حق تلفی کرنا اللہ کی ناراضگی کا اور جہنم جانے کا سبب ہے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝٤٢ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ۝٤٣ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ۝٤٤

سورۃ المدثر، رقم الآیۃ:42 تا 44

ترجمہ: (جنتی لوگ: جہنمی کافروں سے پوچھیں گے) تمہارے کس عمل نے تمہیں دوزخ میں ڈالا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

سوال:

نماز دین اسلام کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے جو مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا ان پر جب نماز فرض ہی نہیں تو اس کے نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں عذاب کیوں دیا جائے گا؟

جواب:

1: ایک ہے "عذاب" اور دوسرا ہے "عذاب کا بڑھنا" جیسے ایک ہوتا ٹھنڈا پانی اور دوسرا ہوتا ہے اس پانی کا مزید ٹھنڈا ہونا۔

2: ایمان اصل ہے اور نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اس کے ارکان ہیں۔ اسی طرح کفر اصل ہے اور اس کی شاخیں کافروں والے اعمال ہیں۔ مثلاً: نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا اور زکوٰۃ نہ دینا وغیرہ۔

3: محض ایمان سے جنت ملتی ہے اور جنت کے درجات وہ ایمان کی شاخوں پر عمل کرنے کے حساب سے ملتے ہیں۔ اسی طرح محض کفر سے جہنم ملتی ہے اور جہنم کے عذاب کی شدت (بڑھنا) کفریہ اعمال کرنے کے حساب سے ہوگی۔

اب آیت کا معنی یہ ہوا کہ کفار جہنم میں جائیں گے نفس کفر کی وجہ سے اور وہاں ان کے عذاب کو بڑھایا جائے گا ان اعمال کی وجہ سے جو وہ دنیا میں کرتے تھے انہی میں سے ایک عمل ہے نماز کا نہ پڑھنا ہے۔

بدتر دعوت ولیمہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:3510

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدتر دعوت ولیمہ وہ ہے جس میں صرف مال دار لوگوں کو بلایا جائے اور مساکین کو نہ بلایا جائے۔

نوٹ: اس حدیث مبارک کو سامنے رکھ کر جب پورے معاشرے پر نظر دوڑائی جاتی ہے تو بہت کم ایسے ولیمے دکھائی دیتے ہیں جن کو اچھا ولیمہ کہا جاسکے۔

اُمُّ المساکین:

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے میں اتنی مشہور تھیں کہ آپ کا لقب "ام المساکین" پڑ گیا تھا۔ عام طور پر چونکہ خواتین کا دل دنیا کے مال و دولت میں مردوں کی نسبت زیادہ پھنسا ہوا ہوتا ہے انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ اور نمونہ خواتین امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں مساکین کی ضروریات پورا کرنے کا کس قدر اہتمام تھا؟ ہمیں بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ اس

کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی اس سے زیادہ سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ فطری طور پر عورت میں مال وزر سے محبت مردوں سے زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ مساکین کی ضروریات کا کس قدر خیال فرماتی تھیں تو ہمیں بھی مساکین کی ضروریات پوری کرنے کا احساس کرنا چاہیے۔

ابو المساکین:

شہیدِ مُوتہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مساکین سے بے حد محبت فرماتے، اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو "ابو المساکین" کا لقب عطا فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ...كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ. فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْنِيهِ بِأَبِي الْمَسَاكِينِ.

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3766

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ... کہ حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت فرماتے تھے، ان کے پاس بیٹھتے، ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتیں سنتے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو "ابو المساکین" کا لقب دیا۔

خوفِ خدا کی علامت:

غریب پروری اور مساکین کی دیکھ بھال کرنا ایسے عمدہ اوصاف ہیں کہ قرآن کریم نے بطور خاص ان کی تعریف کی ہے۔

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ﴿۸﴾

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾

سورۃ الدھر، رقم الآیۃ: 8 تا 10

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا طویل ترین دن ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات کائنات کی تخلیق کی وجہ اور اس کا مقصود ہے لیکن اس کے باوجود آپ دنیا و آخرت میں مساکین کے ساتھ رہنے کی دعا فرماتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2275

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا مانگتے ہوئے) فرمایا: اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اُٹھانا اور قیامت کے دن مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرمانا۔

مساکین چالیس سال قبل جنت میں:

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: إِنَّهُمْ

يَدۡخُلُونَ الۡجَنَّةَ قَبۡلَ أَغۡنِيَاۓِهِمۡ بِأَرۡبَعِينَ خَرِيفًا يَا عَاۓِشَةُ لَا تَرُدِّي الۡمِسۡكِينَ وَلَوۡ بِشِقِّ تَمۡرَةٍ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2275

ترجمہ: (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا دعا مانگی تو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ ایسی دعا کیوں مانگ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین لوگ مالدار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ کسی بھی مسکین کو خالی ہاتھ نہ بھیجنا اس کے لیے خواہ تمہیں کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

قربِ الٰہی کا ذریعہ:

يَا عَاۓِشَةُ! أَحِبِّي الۡمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمۡ فَإِنَّ اللهَ يُقَرِّبُكِ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2275

ترجمہ: اے عائشہ! مساکین سے محبت کرو اور ان کے قریب رہو اس کی وجہ سے اللہ تمہیں قیامت والے دن اپنے قرب سے نوازیں گے۔

چند فوائد:

مساکین کی ضروریات کو پورا کرنا شریعت کی نگاہ میں اہم ترین عبادت اور معاشرتی فریضہ ہے، مثلاً:

1: قرآن کریم نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو مساکین کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

2: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکینوں کو معاشرے میں عملی طور پر

عزت بخشی ہے۔

3: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ ! میرا حشر مساکین کے ساتھ فرمانا۔

4: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مساکین سے محبت کرنے کو محبتِ الٰہیہ کا ذریعہ قرار دیا

5: قرآن کریم نے مساکین کی ضروریات کو پورا نہ کرنے والے کی سخت الفاظ میں وعید ذکر فرمائی ہے۔

6: اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ وہ فدیے کے طور پر ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

7: اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر توڑ دے تو اسے شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ کفارے میں (علی الترتیب) ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

8: اگر کوئی شخص بغیر اِحرام سے میقات سے گزرے تو اسے شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ وہ مساکین کو کھانا کھلائے۔

9: اگر کوئی شخص قسم توڑ دے تو اسے شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو پہننے کے لیے کپڑے مہیا کرے۔

10: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظِہار کرلے تو اسے شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ وہ کفارے کے طور پر (علی الترتیب) ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

فائدہ: ظہار کا معنٰی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے اس طرح کہے کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میری ماں (یا بہن یا کوئی اور محرم خاتون مجھ پر حرام ہے) اب بغیر کفارہ ادا کیے اس شخص کا اپنی بیوی کے پاس جانا جائز نہیں۔

عرشِ الٰہی کا دوسرا خزانہ

﴿احساس میں اعتدال رکھنا﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرا) حکم یہ دیا کہ میں حیثیت میں اپنے سے کم درجے والے شخص پر نظر رکھوں جبکہ خود سے برتر حیثیت والے شخص پر نظر نہ رکھوں۔

احساس کا مادہ اور دو طبقات:

اللہ رب العزت نے انسان کی طبیعت میں احساس کا مادہ رکھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر انسان کو دو طرح کے طبقوں سے ضرور واسطہ پڑتا ہے ایک وہ جو اس سے کم حیثیت والا ہوتا ہے جبکہ دوسرا طبقہ اس سے زیادہ حیثیت کا مالک ہوتا ہے۔ اس لیے جب وہ اپنے سے کم حیثیت والے لوگوں کو دیکھتا ہے تو اس میں برتری کا احساس جنم لیتا ہے اور جب وہ اپنے سے زیادہ حیثیت والے لوگوں کو دیکھتا ہے تو اس میں کمتری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اسلام کی خوبی:

اسلام ایک اعتدال والا دین ہے یہ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے ماننے والوں کو افراط و تفریط سے بچاتا ہے۔ عقائد و مسائل میں بھی اعتدال کی تعلیم دیتا ہے یہاں تک کہ احساسات و جذبات میں بھی اسے حد سے تجاوز کرنے سے سختی سے روکتا ہے۔ حدیث مبارک کے مذکورہ بالا حصے میں مسلمان کو اپنے احساسات

قابو اور اعتدال میں رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس کا صحیح موقع محل بتلایا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک دوسری حدیث کو ملائیں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کب کس موقع پر اور کس طبقے پر نگاہ نہ رکھی جائے اور کب کس موقع پر کس طبقے پر نگاہ رکھی جائے؟

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلاَ صَابِرًا، مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدٰى بِهِ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهُ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا وَصَابِرًا۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2512

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ پیدا ہو جائیں اللہ کریم اس کو صابر و شاکر لکھ دیتا ہے پہلی خوبی دین داری کے معاملے میں اپنے سے فائق انسان کی طرف دیکھے اور پھر اس کی اقتداء میں لگ جائے خود بھی نیکی اختیار کرے اور اس جیسی نیکیوں کو انجام دینے کی بھرپور کوشش کرے۔ دوسری خوبی اس میں یہ ہو کہ دنیاوی امور میں اپنے سے کم تر انسان کو دیکھے پھر اللہ کی طرف سے ملنے والی زیادہ نعمت کو دیکھے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے تو ایسے شخص کو اللہ پاک صابر و شاکر لکھ دیں گے۔

حدیث مبارک کا خلاصہ:

معلوم ہوا کہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم حیثیت والے غریب

لوگوں کو دیکھنے سے انسان میں شکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور دینی معاملات میں اپنے سے زیادہ نیک حیثیت والے لوگوں کو دیکھنے سے انسان میں نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہوتا ہے یہی سوچ شریعت میں محمود بھی ہے اور مطلوب بھی لیکن ہمارا معاشرتی المیہ یہ ہے کہ ہم اس کے الٹ چل رہے ہیں۔ ہم دنیاوی معاملات میں اپنے سے امیر لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں انہیں جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ دینی معاملات میں اپنے سے کم اعمال والے لوگوں کو دیکھ کر خود کو ان سے بہتر ہونے کی طفل تسلی دیتے ہیں۔ مجموعی طور پر اس سوچ سے کمتری اور برتری جیسے بھیانک احساسات جنم لیتے ہیں۔

احساسِ کمتری کا نقصان:

احساس کمتری انسان کو ابتداءً ذہنی اور بعد میں جسمانی طور پر اندر ہی اندر سے کھا جاتی ہے وہ مایوسی کا شکار ہو کر خود کو معاشرے میں بے فائدہ، فضول اور بے مقصد سمجھنے لگتا ہے نتیجۃً وہ "خود اعتمادی" کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں اور دوست احباب وغیرہ کی ہنسی مزاح کو اپنے اوپر تنقید سمجھتا ہے اور اگر اس کیفیت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے تو انسان ایک نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔

احساسِ کمتری کا حل، مقصدِ تخلیق پر غور:

انسان اپنی تخلیق کے مقصد پر خوب غور کرے۔

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾

سورۃ المومنون، رقم الآیۃ: 115

ترجمہ: تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بے کار پیدا کیا ہے اور (کیا خیال

ہے) تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

خود کو اللہ رب العزت کے اس فرمان کا مخاطب سمجھیے کہ اللہ نے تو مجھے بے کار پیدا نہیں کیا تو میں خود کو کیوں بے کار سمجھ رہا ہوں۔

احساسِ کمتری شیطانی حملہ ہے:

احساسِ کمتری کے باعث انسان نیک اعمال سے دور ہو جاتا ہے یہ شیطان کی اس کے خلاف پہلی فتح ہوتی ہے اور جب وہ احساس کمتری کی وجہ سے خود کو نیک اعمال کے قابل بھی نہیں سمجھتا تو یہ شیطان کی دوسری اور بڑی فتح ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ذہنی طور پر اسے ایسے شکنجے میں کَس چکا ہوتا ہے کہ جس سے نکلنا ناممکن نہ سہی بہت دشوار ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے کھلم کھلا دشمن کو پہچانیے اور اس کے حملوں سے بچنے کی عملی تدابیر اختیار کریں۔

شکوہ نہیں؛ شکر کا مزاج بنائیے:

ہر کام میں شکوے شکایات کا مزاج بھی انسان کو برباد کر دیتا ہے اور اس چیز کا مسلسل تذکرہ ذہنی طور پر انسان کو مفلوج بنا دیتا ہے۔ ہر کام میں خیر کے پہلو تلاش کرنے کے عادی بنیں اپنا مزاج شکر والا بنائیں۔ ہر وقت اللہ کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہیں اور ان پر برابر شکر کرتے رہیں اس کی برکت سے احساس کمتری کم ہوتے ہوتے ختم ہو جائے گی۔

سوشل میڈیا کے چند نقصان دہ پہلو:

سوشل میڈیا اگر دینی ضرورت کے پیش نظر بقدر ضرورت استعمال کیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے بہت زیادہ نقصانات ہیں:

1: شخصی آزادی کے غلط استعمال سے فسادات پیدا ہو رہے ہیں۔

2: بے تحقیق خبریں پھیلائی جا رہی ہیں۔

3: بے حیائی اور جنسی ملاپ کا کھلے عام اظہار کیا جا رہا ہے۔

4: بے بنیاد الزامات، تہمتیں اور کردار کشی جیسے گناہوں میں اس کا استعمال زیادہ کیا جا رہا ہے۔

5: جسمانی صحت پر اس کے برے اثرات پڑ رہے ہیں۔

6: تعلیم میں حرج لازم آ رہا ہے۔

7: بھاگ کر شادیاں کرنے کا رواج عام ہو رہا ہے۔

8: اسلامی تہذیب کے بجائے غیر اسلامی تہذیب اپنائی جا رہی ہے۔

9: نوجوان نسل گانے بجانے، فلمیں، ڈرامے اور بے ہودہ مناظر دیکھنے کی عادی بن رہی ہے۔

10: سب سے بڑھ کر وقت ضائع ہو رہا ہے

احساسِ کمتری کا جذبہ:

اس کے منفی اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان میں احساس کمتری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ بنتی ہے کہ سوشل میڈیا میں دوسروں کی ذاتی زندگی کا اپنی زندگی سے موازنہ کرتے ہیں تو اپنی زندگی میں وہ خوشیاں نہیں دیکھ پاتے نتیجتاً احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے سوشل میڈیا میں خوش نظر آنے والے اکثر لوگ تکلف سے مسکرا رہے ہوتے ہیں اور ایسی ایسی پریشانیوں میں گھِرے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے لہٰذا سوشل میڈیا کا استعمال کم سے کم کریں اور جتنا کریں درست کریں۔

سوشل میڈیا کے چند فائدہ مند پہلو:

سوشل میڈیا کے نقصانات کی طرح اس کے فوائد بھی ہیں، چند یہ ہیں:

1: قرآن کریم کی تلاوت سنی جاسکتی ہے۔

2: ساز باجے کے بغیر حمد و نعت سنی جاسکتی ہے۔

3: اہل حق علماء سے اصلاحی تعلق قائم کر کے اور ان کے بیانات سن کر دین پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

4: ملکی و بین الاقوامی حالات سے باخبر رہا جاسکتا ہے۔

5: باطل قوتوں کی سازشوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

6: دور حاضر میں اس فورم پر مثبت احتجاج ریکارڈ کرایا جاسکتا ہے۔

7: دور رہ کر بھی بآسانی رابطے کیے جاسکتے ہیں۔

8: مستند ویب سائٹوں سے علمی مواد حاصل کیا جاسکتا ہے۔

9: آن لائن تعلیمی نظام میں شامل ہوا جاسکتا ہے۔

10: آن لائن نفع بخش کاروبار کیا جاسکتا ہے۔

خبردار رہیں!

ہر مکتبِ فکر کے علماء کے بیانات نہ سنیں کیونکہ ایک بہت بڑا طبقہ سوشل میڈیا پر شکوک و شبہات اور دین میں تحریفات و تلبیسات کرنے میں مسلسل مصروفِ عمل ہے۔

خود کو شاباش دیں:

مجموعی طور پر جس ماحول میں ہم سب پروان چڑھ رہے ہوتے ہیں وہ

حسد، جلن اور دلی طور پر ناموافقت کا ماحول ہے۔ بالخصوص ہم منصب لوگ، عزیز واقارب اور دوست احباب خوش کم ہوتے ہیں اور حسد زیادہ کرتے ہیں۔ جبکہ انسان ان سے ایسی توقعات باندھ لیتا ہے کہ وہ سے خوش ہوں گے اور جب وہ توقعات دم توڑتی ہیں تو یہ مایوسی کا شکار ہو کر احساس کمتری کی دلدل میں گردن تک دھنس جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں زندہ رہنے اور کام کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ کام بھی خود کریں اور اپنے آپ کو شاباش بھی خود دیں اور ہاں اس وقت بھی اپنے دل میں اللہ کے انعامات پر نگاہ رکھیں اپنے کمالات پر نہیں۔

احساسِ برتری:

شریعت اسلامیہ میں اسے عُجُب کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے کم یا ختم ہونے کے خوف سے بے خوف کر اس پر اترائے یہ اس لیے ناپسندیدہ اور مذموم ہے کہ اس میں انسان کی توجہ ذات باری تعالیٰ سے ہٹ کر اپنے اوپر جم جاتی ہے۔ اور علم، عمل، حسن و جمال، دولت و شہرت وغیرہ کو اللہ کی عطا کے بجائے اپنا ذاتی کمال سمجھتا ہے۔ اسی سے تکبر جنم لیتا ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد ابن قُدامہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ 620ھ) فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ! أَنَّ الْعُجُبَ يَدْعُوْ إِلَى الْكِبْرِ لِأَنَّه أَحَدُ أَسْبَابِهِ فَيَتَوَلَّدُ مِنَ الْعُجْبِ الْكِبْرُ وَمِنَ الْكِبْرِ الْآفَاتُ الْكَثِيْرَةُ وَهٰذَا مَعَ الْخَلْقِ. فَأَمَّا مَعَ الْخَالِقِ فَإِنَّ الْعُجُبَ بِالطَّاعَاتِ نَتِيْجَةُ اِسْتِعْظَامِهَا فَكَأَنَّهُ يَمُنُّ عَلَى اللهِ تَعَالٰى بِفِعْلِهَا وَيَنْسِىْ نِعْمَتَهُ عَلَيْهِ بِتَوْفِيْقِهِ لَهَا۔

مختصر منہاج الصادقین، الفصل الثانی فی العجب

ترجمہ: یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیجیے کہ عجب (خود پسندی) چونکہ

تکبر کے اسباب میں سے ایک بنیادی سبب ہے اس لیے یہ اپنے ساتھ تکبر لاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عجب سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور پھر تکبر سے بہت زیادہ آفات پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا تعلق مخلوق خدا کے ساتھ ہے اور خود خدا کے ساتھ عجب یہ ہے کہ انسان نیک اعمال کی توفیق کو محض اپنا ذاتی کمال سمجھے گویا کہ وہ یہ نیک اعمال کر کے اللہ پر احسان کر رہا ہے اور اپنے اوپر صبح و شام برسنے والی اللہ کی نعمتوں کو بھول بیٹھتا ہے۔

عام گناہ اور خود پسندی میں فرق:

امام محمد بن محمد الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1156ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ الْعَاصِيَ يَعْرِفُ عِصْيَانَهُ فَيَرْجُو لَهُ التَّوْبَةَ وَالْمُعْجَبُ مَغْرُورٌ بِعِلْمِهِ وَعَمَلِهِ فَتَوْبَتُهُ بَعِيدَةٌ...وَالْعُجْبُ يَصْرِفُ وَجْهَ الْعَبْدِ عَنِ اللهِ وَالذَّنْبُ يَصْرِفُهُ إِلَيْهِ لِأَنَّ الْعُجْبَ يُنْتِجُ الِاسْتِكْبَارَ وَالذَّنْبَ يُنْتِجُ الِاضْطِرَارَ وَيُؤَدِّي إِلَى الِافْتِقَارِ، وَخَيْرُ أَوْصَافِ الْعَبْدِ افْتِقَارُهُ وَاضْطِرَارُهُ إِلَى رَبِّهِ، قِيلَ هَذَا مَعْنَى قَوْلِ بَعْضِ السَّلَفِ إِنَّ الْعَبْدَ يَعْمَلُ الذَّنْبَ يَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ لِخَوْفِهِ مِنْ أَجْلِهِ وَيَعْمَلُ الْحَسَنَةَ يَدْخُلُ بِهَا النَّارَ لِكِبْرِهِ وَعُجْبِهِ وَرِيَائِهِ بِهَا.

بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ، باب من آفات القلب العجب

ترجمہ: عام گناہ گار اپنے گناہگار ہونے کو جانتا ہے اس لیے وہ اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہے اس کے بر خلاف خود پسندی میں مبتلا آدمی اپنے علم و عمل پر غرور کرتا ہے اس لیے اس سے توبہ کی امید بعید ہے۔ عجب والا گناہ بندے کی توجہ اللہ سے ہٹا دیتا ہے جبکہ عام گناہ بندے کو اللہ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ خود پسندی کا

نتیجہ تکبر ہے اور عام گناہ نتیجتاً اللہ کے حضور بے بس اور اس کی بارگاہ میں محتاج بنا دیتا ہے۔ بندے کے اچھے عادات یہ ہیں کہ وہ اپنے رب کے سامنے بے بس اور محتاج بن کر رہے۔ بعض اسلاف سے جو یہ منقول ہے کہ بندہ جب عام گناہ کرتا ہے تو اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے توبہ کرکے جنت کا مستحق بن جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ نیکی کرتا ہے لیکن یہ نیکی اسے جہنم لے جاتی ہے کیونکہ وہ نیکیوں پر تکبر کرتا ہے اور اس کی وجہ سے خودپسندی اور ریا کا شکار ہوتا ہے۔

خودپسندی کا مرض:

امام علی بن محمد الماوردی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:450ھ) فرماتے ہیں:

فَأَمَّا مَا يَجِبُ أَنْ يَّكُونَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْأَخْلَاقِ الَّتِي بِهِمْ أَلْيَقُ وَلَهُمْ أَلْزَمُ فَالتَّوَاضُعُ وَمُجَانِبَةُ الْعُجْبِ لِأَنَّ التَّوَاضُعَ عَطُوفٌ وَالْعُجْبَ مُنْفِرٌ وَهُوَ بِكُلِّ أَحَدٍ قَبِيحٌ وَبِالْعُلَمَاءِ أَقْبَحُ لِأَنَّ النَّاسَ بِهِمْ يَقْتَدُونَ... وَلَوْ أَنَّهُمْ نَظَرُوا حَقَّ النَّظَرِ وَعَمِلُوا بِمُوجَبِ الْعِلْمِ لَكَانَ التَّوَاضُعُ بِهِمْ أَوْلٰى وَمُجَانِبَةُ الْعُجْبِ بِهِمْ أَحْرٰى لِأَنَّ الْعُجْبَ نَقْصٌ يُنَافِي الْفَضْلَ.

ادب الدنیا والدین، فصل فی أداب العلماء

ترجمہ: علماء کرام کے لیے جو اخلاق اپنانا اور ان کو عملی زندگی میں لانا ضروری ہیں ان میں سے ایک تواضع ہے اور خودپسندی سے اپنے آپ کو بچانا ہے اس لیے کہ تواضع نرمی پیدا کرنے والی جبکہ خودپسندی آپس میں نفرت پیدا کرنے والی چیز ہے اور یہ ہر ایک کے لیے بے ہودہ چیز ہے لیکن علماء کرام کے لیے باقی لوگوں کی نسبت زیادہ بے ہودہ ہے اس لیے کہ علماء کرام لوگوں کے پیشوا اور مقتدا ہیں۔ (کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں) کہ علماء کرام اگر حقیقت پسندی کے ساتھ اس میں

غور کریں اور علم کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کریں تو ان کے لیے تواضع ہی سب سے بہتر ہے اور خودپسندی سے خود کو بچانا ہی زیادہ لائق ہے اس لیے کہ خودپسندی ایک ایسا نقص ہے جو فضیلت و عزت کے منافی ہے۔

مادۂ تخلیق میں غور:

احساس برتری کا حل یہ ہے کہ انسان اپنے مادہ تخلیق پر غور کرے۔ ایک ناپاک قطرے سے اس کی تخلیق ہوئی ہے پھر آخر کس بات پر یہ اکڑتا ہے، ٹھوکر مار کر چلتا ہے، سینہ پھلا کر پھرتا ہے۔

اَوَ لَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا ہُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷۷﴾

سورۃ یٰس، رقم الآیۃ: 77

ترجمہ: کیا انسان اس بات پر غور نہیں کرتا کہ ہم نے اس کی تخلیق نطفہ (منی کا ناپاک قطرے) سے کی ہے۔ پھر وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا۔

فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾

سورۃ الطارق، رقم الآیۃ: 5 تا 7

ترجمہ: انسان کو غور کرنا چاہیے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اسے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا جو کمر اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

خودپسندی کا علاج:

فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿٪۳۲﴾

سورۃ النجم، رقم الآیۃ: 32

ترجمہ: اپنی پاکبازی کے دعوے نہ کرتے پھرو اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ

در حقیقت متقی کون ہے؟

انسان یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے اس کو عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے اور اس کے پاس یہ کچھ وقت کے لیے ہے کیونکہ حقیقت میں اللہ تعالی نے جو کچھ دیا اور کچھ واپس لے لیا وہ تو تھا ہی اسی کی ملکیت میں۔ اور اللہ کے ہاں ہر چیز ہی ایک وقت مقرر تک ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ انسان کسی چیز کی وجہ سے خود پسندی کا شکار نہ ہو جو اس نے بنائی بھی نہیں، اس کا مالک بھی اور نہ ہی یہ بات یقینی ہے کہ وہ چیز ہمیشہ اس کے پاس باقی رہے گی۔

ندامت اور خود پسندی:

امام مُطَرِّف بن عبد اللہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ:95ھ) فرماتے ہیں:

لَأَنْ أَبِيْتَ نَائِمًا وَأُصْبِحَ نَادِمًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَبِيْتَ قَائِمًا فَأُصْبِحَ مُعْجَبًا۔

کتاب الزہد لابن مبارک، رقم الحدیث:448

ترجمہ: میں رات کو سو جاؤں اور صبح ندامت کے اشک بہا کر معافی مانگ لوں یہ مجھے زیادہ اچھا لگتا ہے اس سے کہ میں رات کو عبادت کروں اور صبح خود پسندی میں مبتلا ہو جاؤں۔

عرشِ الٰہی کا تیسرا خزانہ

﴿صلہ رحمی کرنا﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تیسرا) حکم یہ دیا کہ میں رشتہ داروں سے تعلقات جوڑے رکھوں اگرچہ وہ لاپرواہی کیوں نہ برتیں۔

صلہ رحمی کا معنٰی وعلامات:

1: اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا

2: دکھ سکھ میں شریک ہونا

3: باہمی حقوق کا خیال رکھنا

4: ان پر صدقہ وخیرات کرنا

5: اگر مالی حوالے سے تنگدست ہوں تو ان کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا ”صلہ رحمی“ کہلاتا ہے۔

قطع رحمی کا معنٰی وعلامات:

1: قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا

2: دکھ سکھ میں شریک نہ ہونا

3: آپس میں اختلاف وعداوت رکھنا

4: خوشی وغمی میں انہیں نظر انداز کرنا

5: ان سے بول چال، رشتے ناطے ختم کرنا ”قطع رحمی“ کہلاتا ہے۔

اسلامی معاشرت میں حسن سلوک، اخلاق حسنہ اور باہمی تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے اور ان کو اپنانے پر بہت زور دیا گیا ہے تاکہ امن و سکون اور راحت و چین میسر آسکے۔

زندگی اور رزق میں برکت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ رِزْقُهُ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2067

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو (یعنی رزق میں اللہ برکت عطا فرمائے) اور عمر لمبی ہو (یعنی عمر میں برکت ہو) تو اسے چاہیے کہ وہ ”صلہ رحمی“ کرے۔

زندگی میں برکت:

مذکورہ بالا حدیث مبارک میں ہے کہ صلہ رحمی کرنے سے عمر لمبی ہو جاتی ہے۔ اس پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات اور اسی طرح احادیث مبارکہ میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ ہر شخص کی جتنی عمر لکھ دی گئی ہے اس سے کم یا زیادہ نہیں ہو سکتی تو پھر اس حدیث مبارک میں عمر کے لمبا ہونے کا کیا مطلب؟

یہاں لمبی عمر سے مراد عمر میں برکت ہے۔ جس طرح وسعت رزق سے مراد رزق میں برکت ہوتی ہے۔ صلہ رحمی کرنے کا دنیا میں فائدہ یہ ہوتا ہے

کہ اس شخص کے اوقات میں برکت ہوتی ہے جو کام باقی لوگ سالوں اور مہینوں میں کر پائیں گے وہ کام یہ شخص ہفتوں اور دنوں میں کر لے گا۔

اہلِ علم متوجہ ہوں:

اس بات پر ہر شخص کو انتہائی توجہ کی ضرورت ہے لیکن بطور خاص دینی شعبوں سے وابستہ افراد کے لیے زیادہ قابل توجہ ہے۔ اس لیے کہ ہم دین کا کام کرنے والے لوگوں کو بار بار اس بات کا استحضار ہونا چاہیے کہ ہماری عمر بہت تھوڑی ہے اور ہم نے کام بہت زیادہ کرنا ہے اس لیے اپنے وقت کو قیمتی بنانے کے لیے فضولیات کو چھوڑنا پڑے گا اور وقت کو بابرکت بنانے کے لیے صلہ رحمی پر عمل کرنا پڑے گا۔

دخولِ جنت کا سبب:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَا لَهُ مَا لَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَالَهُ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1396

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے ازراہ تعجب کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے؟ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی یہ تو بہت اہم بات ہے۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا

کوئی شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔

اَہلِ ایمان کی علامت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:6138

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

پسندیدہ عمل:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ خَثْعَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ الَّذِي تَزْعُمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ۔

مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث:6839

ترجمہ: قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں سوال کیا: کیا آپ واقعتاً اللہ کے برحق رسول ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! بالکل میں اللہ کا برحق رسول ہوں۔ اس کے بعد اس شخص نے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کے بارے میں پوچھا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر کامل ایمان لانا۔ سائل نے

عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مزید بھی ارشاد فرمائیں (کہ عقائد اسلامیہ کے بعد اللہ کے ہاں پسندیدہ بات کون سی ہے؟) آپ نے فرمایا: ”صلہ رحمی“ کرنا۔

جلد قبول ہونے والا عمل:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ مُجْتَمِعُونَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، اتَّقُوا اللهَ، وَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ أَسْرَعَ مِنْ صِلَةِ رَحِمٍ،۔ فَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ،۔

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:5664

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے، ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور ”صلہ رحمی“ کرو، کیونکہ اس کا ثواب جلدی قبول ہوتا ہے... جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اسے سونگھ بھی نہیں پائے گا۔

حقیقت میں صلہ رحمی کرنے والا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.

جامع الترمذی، رقم الحدیث:1908

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکائے بلکہ حقیقی صلہ رحمی کرنے والا وہ انسان ہے جو رشتہ توڑنے پر بھی صلہ رحمی کرے۔

آسان حساب وکتاب:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسَبَهُ اللهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ. قَالَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قَالَ: تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ. قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ هَذَا، فَمَا لِي يَا نَبِيَّ اللهِ؟ قَالَ: يُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ.

مجمع الزوائد، رقم الحدیث: 13697

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین خوبیاں جس شخص میں گی اللہ تعالیٰ اس کا حساب وکتاب بہت آسان کردے گا اور اسے اپنی رحمت کے صدقے جنت میں بھی داخل کرے گا، ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون سی خوبیاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص تم کو محروم کرے تم اسے نوازدو، جو تمہارے اوپر ظلم کرے اسے معاف کردو، جو تم سے قطع تعلقی اختیار کرے تم اس سے "صلہ رحمی" کرو۔ اس شخص نے عرض کی کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو مجھے اللہ تعالیٰ کیا دیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائیں گے۔

قطع رحمی خسارے کا باعث:

صلہ رحمی کے فوائد ہیں تو قطع رحمی کے نقصانات ہیں۔ قرآن کریم نے

قطع رحمی کرنے والوں کو نقصان اٹھانے والے قرار دیا ہے۔

وَ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ﴿۲۶﴾ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:27

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کو (ان کے جرم نافرمانی کی وجہ سے) گمراہی کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ نافرمان وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کیے گئے پختہ عہد (عہدِ الست) کو توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ (توڑ) دیتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی بہت بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔

قطع رحمی لعنت کا باعث ہے:

صلہ رحمی اللہ کی رحمت کا باعث ہے جبکہ قطع رحمی اللہ کی لعنت کا باعث ہے۔ یعنی انسان اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے خود کو اللہ کی رحمت سے دور کر لے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

سورۃ الرعد، رقم الآیۃ:25

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کا اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ (توڑ) دیتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے حصے میں (اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے) لعنت آئی ہے اور آخرت میں ان کا برا گھر (انجام) ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

سورۃ محمد، رقم الآیۃ: 22، 23

ترجمہ: اگر تم نے (جہاد فی سبیل اللہ) سے منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے خونی رشتے توڑ ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے (ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے) اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔

ترکِ جہاد اور قطع رحمی:

یہاں پر ترک جہاد کا نتیجہ فساد اور قطع رحمی قرار دیا ہے۔ ترک جہاد سے فساد فی الارض ہونا تو یقینی ہے اس لیے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا اولین مقصد ہی غیر اسلامی نظاموں سے پھیلنے والے ظلم و فساد کو دور کر کے انصاف کو قیام عمل میں لانا ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ لیا گیا تو دنیا میں فساد پھیلے گا جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ظلم و ناانصافی عام ہو جائے گی اور اس ظلم و ناانصافی کی ایک صورت یہ ہو گی کہ رشتہ داروں کے حقوق پامال ہوں گے۔

قطع رحمی کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الِاسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث 7036

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ کی بات کی دعا نہ کرے اور نہ ہی قطع رحمی کی دعا مانگے اور اس کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کا اس طرح کہنا کہ میں نے دعا مانگی (وہ فوراً قبول نہ ہوئی تو) پھر میں نے دعا مانگی، لیکن وہ بھی قبول نہیں ہوئی۔ پھر وہ دل برداشتہ ہو کر دعا کو چھوڑ دے۔

قطع رحمی کی مرنے سے پہلے سزا:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ.

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2511

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی اور ایسا گناہ نہیں کہ جس کا کرنے والا اس بات کا زیادہ مستحق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی جلد سزا دے اور آخرت میں بھی سزا دے۔

قطع رحمی کرنے والا جنت نہیں جائے گا:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5984

ترجمہ: حضرت جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

سوال:

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ یہ حدیث مبارک مومن کے بارے میں ہے حالانکہ مومن تو بالآخر جنت میں ضرور جائے گا۔ پھر حدیث مبارک کا مطلب کیا ہوا؟

جواب:

یہاں دخول جنت سے مراد دخول اَوّلی ہے یعنی پہلے پہل جنت میں نہیں جائے گا بلکہ اپنی سزا بھگت کر جائے گا۔

ایک خُراسانی کا واقعہ:

ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 375ھ) فرماتے ہیں:

خراسان کا ایک شخص تھا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا، بہت نیک تھا۔ لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان کے پاس دس ہزار اشرفیاں امانت کے طور پر رکھیں اور کسی ضرورت کے وجہ سے کہیں سفر پر چلا گیا، جب وہ سفر سے واپس آیا تو اس خراسانی کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس نے اس خراسانی کے گھر والوں سے اپنی امانت کے بارے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے کچھ نہیں جانتے۔ اس شخص نے مکہ مکرمہ کے اہل علم سے رہنمائی لی کہ

مجھے اپنے مال کی خاطر کیا کرنا چاہیے ؟ مکہ مکرمہ کے علماء نے کہا کہ وہ خراسانی شخص واقعی بہت نیک تھا آپ ایسا کریں کہ آدھی یا تہائی رات گزرنے کے بعد زمزم کے کنویں کے پاس جاکر اس خراسانی کا نام پکارو اور اس سے اپنے مال کے بارے دریافت کرو۔ یہ شخص تین راتوں تک ایسا کرتا رہا لیکن وہاں سے کوئی آواز نہیں آئی۔ بالآخر اس نے علماء کرام سے رجوع کیا اور کہا کہ تین راتیں میں نے زمزم کے کنویں کے پاس اس خراسانی کا نام لے کر آوازیں دی ہیں لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔

علماء کرام نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا (عموماً یہ الفاظ مصیبت کے وقت پڑھے جاتے ہیں) اور کہنے لگے کہ تم وادی برہوت میں جاؤ۔ وہاں ایک کنواں ہے اس کنویں پر خراسانی کا نام لے کر آواز دو۔ چنانچہ اس شخص نے وادی برہوت کے کنویں پر جاکر خراسانی کا نام لیا۔ پہلی مرتبہ ہی وہاں سے اسی خراسانی کی آواز آئی کہ آپ کا مال محفوظ ہے چونکہ مجھے اپنی اولاد پر اطمینان نہیں تھا اس لیے میں نے آپ کا مال اپنے گھر کے فلاں کونے میں زمین کھود کر دبا رکھا تھا۔ آپ ایسا کریں کہ میرے بیٹے سے کہو وہ آپ کو گھر کے فلاں حصے تک پہنچادے، اس شخص نے ایسا ہی کیا اور زمین کھود کر اپنا مال نکال لیا۔

اس شخص نے اس خراسانی سے پوچھا کہ آپ تو بہت عبادت گزار نیک انسان تھے، آپ یہاں کیسے پہنچے ؟ تو اس خراسانی نے کنویں سے جواب دیا کہ میرے کچھ رشتہ دار تھے جن سے میں نے قطع تعلقی کر رکھی تھی اسی حال میں میری موت آگئی۔ اسی قطع تعلقی والے جرم کی وجہ سے میں گرفت میں ہوں۔

تنبیہ الغافلین

عرشِ الٰہی کا چوتھا خزانہ

﴿لوگوں سے کچھ نہ مانگنا﴾

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چوتھا) حکم یہ دیا کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں۔

اسلام کی معاشی تعلیم:

اسلام نے مسلمانوں کی معیشت بہتر بنانے کے لیے جو اصول و قواعد دیے ہیں ان میں بنیادی چیز محنت ہے خواہ وہ تجارت کے ذریعے ہو یا زراعت کے ذریعے۔ بس اتنی شرط ضرور ہے کہ کوئی بھی طریقہ شرعاً ناجائز اور حرام نہ ہو۔ حلال اور جائز طریقوں سے جتنا مال کمانا چاہے اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمان محنت کا عادی ہو، اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مالی کفالت خود کرے، دوسروں کے رحم و کرم پر نہ رہے بلکہ انسان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ تدابیر کی طرف بھی اچھے انداز میں رہنمائی کرتا ہے۔

مزدوری کرنا مانگنے سے بہتر:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ

فَأَتَاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ وَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا فَأْتِنِي بِهِ فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودًا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث: 1398

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے مالی امداد کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مالی تعاون کرنے کے بجائے انہی سے سوال کیا کہ آپ کے گھر میں کچھ سامان وغیرہ ہے؟ انصاری نے عرض کی: جی ہاں۔ ایک ٹاٹ ہے جس کے آدھے حصے کو میں نیچے بچھاتا ہوں اور دوسرے آدھے حصے کو اوپر لیتا ہوں۔ اس کے علاوہ ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ! وہ گھر گئے اور دونوں چیزیں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اپنے ہاتھ مبارک میں لیا اور حاضرینِ مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یہ دونوں چیزیں خریدنے کے لیے

کون تیار ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدنے کو تیار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اس سے زیادہ قیمت میں خریدنے والا ہو تو بتائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو تین بار دہرائی۔

ایک دوسرے شخص کہنے لگے: میں یہ چیزیں دو درہم میں خرید کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو درہم پیش کیے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں چیزیں دو درہم کے عوض اس کو بیچ دیں۔ اور وہ دو درہم اس انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا: آپ ایک درہم سے اپنے اہل خانہ کے لیے کھانے پینے کا سامان خرید لو اور دوسرے درہم سے بازار سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔

وہ انصاری صحابی گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں ایک درہم کا سودا سلف لے کر گھر دیا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کلہاڑی میں لکڑی کا دستہ ڈالا اور ان سے فرمایا: یہ کلہاڑی لو اور جنگل کی طرف چلے جاؤ، وہاں سے لکڑیاں کاٹو اور انہیں بیچو! مجھے پندرہ دن تک یہاں نظر نہ آؤ۔

وہ انصاری صحابی چلے گئے اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچتے رہے جب ان کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے گھر والوں کے لیے کپڑے اور کھانے پینے کی اشیاء خریدیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے کمانا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور قیامت کے دن چہرے پر اس بھیک کا داغ ہونے سے بہتر ہے۔

اپنے ہاتھ کی کمائی بہترین روزی ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ (أَحَدٌ مِنْ بَنِي آدَمَ) طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث 2072

ترجمہ: حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولادِ آدم میں کوئی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھا سکتا جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہو۔ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ (خَيْرٌ لَهُ) مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث 2074

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو عُبید کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لکڑیوں کا گھٹا اپنی کمر پر لاد کر لائے (محنت والا کام کرے) یہ شخص اُس سے بہتر ہے جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ جس کے سامنے اس نے ہاتھ پھیلائے ہیں چاہے وہ اسے کچھ دے دے یا نہ دے۔

خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُنَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ

صحیح البخاری، رقم الحدیث 2070

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور خلیفہ منتخب کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میری قوم یہ بات جانتی ہے کہ میرا تجارتی کاروبار ہے جو میرے اہل وعیال کی گزران کے لیے کافی ہے۔ لیکن اب میں مسلمانوں کے انتظامی معاملات میں مشغول ہو رہا ہوں (اور اس وجہ سے خود کما نہیں سکتا) اس لیے میرے گھر والے بیت المال سے کھائیں گے اور میں مسلمانوں کا مالِ تجارت بڑھاتا رہوں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل:

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث 2070

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اپنے کام خود کیا کرتے تھے اور زیادہ محنت و مشقت کی وجہ سے ان کے جسم سے پسینے بہتے جس کی وجہ سے ان سے کہا گیا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو تو بہتر ہو گا۔

مالی پریشانی؛ گناہوں کا کفارہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوبًا لَا تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَلَا الصِّيَامُ وَلَا الْحَجُّ وَلَا الْعُمْرَةُ قَالُوا: فَمَا يُكَفِّرُهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْهُمُومُ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:102

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض ایسے گناہ ہیں جنہیں نہ نماز معاف کروا سکتی ہے اور نہ ہی روزہ، حج اور عمرہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! پھر کون سی چیز ان گناہوں کو معاف کرا سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزی کمانے میں پیش آنی والی پریشانیاں ان گناہوں کو معاف کرا سکتی ہیں۔

لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1474

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے بھیک مانگتا رہتا ہے جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہیں ہو گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ

النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:1726

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شدید ضرورت کے بغیر محض اپنے مال میں اضافہ کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے وہ درحقیقت جہنم کے انگاروں کی بھیک مانگ رہا ہوتا ہے، خواہ بھیک تھوڑی مانگے یا زیادہ مانگے۔

رسول اللہ ﷺ نے بیعت لی:

عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ أَمَّا هُوَ فَحَبِيبٌ إِلَيَّ وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي فَأَمِينٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً فَقَالَ أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ قَالَ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيعُوا وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:1729

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے امانت دار دوست یعنی عوف بن مالک اشجعی نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ ہم نو یا آٹھ یا پھر سات

افراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت (ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پختہ عہد) نہیں کرو گے؟ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے پہلے تازہ تازہ بیعت کر چکے تھے۔ اس لیے ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی بات ارشاد فرمائی کہ کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی اپنی بات دہرا دی کہ ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار بھی وہی بات ارشاد فرمائی کہ کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی غرض سے اپنے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا دیے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم ایک بار آپ سے بیعت کر چکے ہیں اب مزید کس بات پر آپ سے بیعت کرنی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو گے، کسی کا اللہ کا شریک نہیں بناؤ گے، پانچ (فرض) نمازیں ادا کرو گے، اور اس بات پر کہ (اللہ اور اس کے رسول کی) اطاعت کرو گے۔ اس کے بعد ایک بات آہستہ سے فرمائی اور فرمایا کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس بیعت کے بعد میں نے ان میں بعض لوگوں کو دیکھا کہ اگر ان کا کوڑا گر جاتا تو وہ کسی سے یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ میرا کوڑا اٹھا دو۔

جنت کی ضمانت:

حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : قَالَ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ يَضْمَنْ لِي وَاحِدَةً وَأَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ : قُلْتُ : أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ . قَالَ : لَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئًا قَالَ : فَكَانَ سَوْطُ ثَوْبَانَ يَسْقُطُ وَهُوَ عَلَى بَعِيرِهِ فَيُنِيخُ حَتَّى يَأْخُذَهُ ، وَمَا يَقُولُ لِأَحَدٍ : نَاوِلْنِيهِ.

مسند احمد، رقم الحدیث:22405

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے ایک چیز کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔ چنانچہ اگر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سواری پر سوار ہوتے اور ان کا کوڑا گر جاتا تو اس کے اٹھانے کے لیے بھی کسی سے سوال نہ کرتے بلکہ خود اتر کر اٹھا لیتے۔

چندہ اور خدمت:

ذاتی طور پر کسی سے مانگنا اچھی عادت نہیں لیکن جہاں تک دینی امور کا تعلق ہے اس کے لیے چندہ کرنا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس لیے دینی امور کے چندہ کرنا مذکورہ بالا احادیث کے خلاف نہیں۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اپنا کام خود ہی کرنا چاہیے لیکن اگر کوئی شاگرد اپنے استاد کی، مرید اپنے شیخ کی اور اولاد اپنے والدین کی خدمت کرے تو یہ بھی مذکورہ بالا احادیث کے خلاف نہیں اگر مقصد شاگرد / مرید یا اولاد کو ادب سکھلانا، ان کی تربیت کرنا ہو۔

عرشِ الٰہی کا پانچواں خزانہ

﴿حق بات کہنا﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پانچواں) حکم یہ دیا کہ میں حق بات ہی کہوں اگرچہ کسی کو اچھی نہ بھی لگے۔

حدیث کا درست مفہوم:

انسان کو ہمیشہ سچی بات کہنی چاہیے سچ میں نجات ہے۔ گفتگو کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے حق بات کہنے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہونا چاہیے اگرچہ کسی کو یا خود کو سننے میں کڑوی اور ناگوار ہی محسوس کیوں نہ ہو۔

حدیث کا غلط مفہوم:

بعض لوگ اس حدیث پاک کو بے موقع استعمال کرتے ہیں جس سے حدیث کا مفہوم بدل جاتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد باقی نہیں رہتی۔ وہ غلطی یہ کرتے ہیں کہ حق بات اسے سمجھتے ہیں جس میں درشت اور طنز آمیز لہجہ، الفاظ کی کرختگی، انداز میں بھدا پن مزید یہ کہ الفاظ کا غیر مناسب انتخاب کر کے بدتمیزی کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ اور یہ سارا کچھ کرنے کے بعد اپنے عمل کو حدیث کے مطابق ثابت کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ شریعت میں حکم ہے قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا۔ پھر اس کا معنٰی اور مطلب بھی بالکل غلط بیان کرتے ہیں کہ حق بات ہوتی ہی ایسی ہے کہ کڑوی لگے۔ یہ حدیث کا غلط معنٰی ہے کیونکہ حق

بات کو ضرور کڑوا کر کے ہی کہنا نہ تو حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے اور نہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے حق تو میٹھا ہوتا ہے اس لیے کہتے رہنا چاہیے لیکن اگر کسی کو حق کڑوا لگے تو اس کو کڑوا لگنے کی وجہ سے حق نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جیسے انگور میں تو مٹھاس ہوتی ہے لیکن بخار والے کو یہ مٹھاس بھی کڑوی سی لگتی ہے۔

سننے والے کے مزاج کے خلاف:

بات کے کڑوا ہونے کا تعلق سننے والے کے ساتھ ہے۔ یعنی کبھی کہنے والا تو گفتگو کے آداب کی رعایت رکھ کر ہی بات کرتا ہے ہاں سننے والے کو اپنے مزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے کڑوی لگ جاتی ہے۔

کہنے والے کے مزاج کے خلاف:

حق بات ہی کہنی چاہیے اگرچہ وہ کہنے والے کو بوجہ اپنے نفس اور طبیعت کے خلاف کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔ اس کی تائید قرآن کریم سے ہوتی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 135

ترجمہ: اے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو۔ اگرچہ (وہ) خود اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔

درست بات کا حکم اور انعامات:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ۙ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ

فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 70، 71

ترجمہ: ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ درست بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی صحیح طور پر بات مانتا اور اس پر عمل کرتا ہے تو ایسا شخص بڑی کامیابی حاصل کرنے والا ہے۔

اعمال کی درستگی:

انسان کے اکثر اعمال کا تعلق چونکہ اس کی زبان کے ساتھ ہے۔ جب بندہ زبان کو قابو میں کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے اعمال کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ جب اعمال کی اصلاح ہو جائے تو بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے اور اللہ نے اپنے پیاروں کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے جہاں کی سب سے بڑی نعمت ذات باری تعالیٰ کا دیدار ہے۔ خوش نصیبی کی بات ہے کہ انسان اپنی زبان کو قابو میں کر لے اور اس کی وجہ سے اس کے باقی اعضاء سے سرزد ہونے والے اعمال بھی درست ہوں گے نتیجتاً اللہ ایسے بندے کو جنت میں اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے۔

گناہوں کی معافی:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6474

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے دے (کہ

ان سے سرزد ہونے والے گناہوں سے خود کو بچائے گا) تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس لیے زبان کو مناسب موقع پر مناسب طور پر استعمال کرنا یعنی گناہوں کے بجائے نیکیوں میں استعمال کرنا بذاتِ خود گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص اپنی زبان کو قابو میں کرلیتا ہے وہ گویا توبہ کی ایک عملی شکل اختیار کرلیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اعمال کی اصلاح کا مطلب بھی حصول جنت ہے اور گناہوں کی معافی کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو چیز جنت میں جانے کے لیے رکاوٹ بنتی ہے یعنی گناہ۔ تو اللہ ان گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور ایسے بندے کو جنت عطا فرما دیتے ہیں۔

زبان کو اکثر اوقات بند رکھنا چاہیے اور جب گفتگو کے وقت کھولا جائے تو اسے بے لگام نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کا درست استعمال کیا جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گفتگو کے بارے چند شرعی آداب درج کر دیے جائیں۔

حُسنِ سلوک والی گفتگو:

اللہ رب العزت نے گفتگو کے بارے میں ہمیں حکم دیا ہے کہ جب آپسی گفتگو کی جائے تو ایک دوسرے کے ادب آداب کی رعایت رکھتے ہوئے اور مناسب موقع، مناسب لہجہ، مناسب الفاظ اور مناسب آواز کے ساتھ کی جائے:

وَ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 83

ترجمہ: لوگوں سے حسن سلوک سے گفتگو کرو۔

صاف اور واضح گفتگو:

عَنۡ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا قَالَتۡ: مَا کَانَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هَذَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ يُبَيِّنُهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3639

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی بات چیت نہ فرماتے تھے بلکہ آپ بالکل صاف اور واضح بات کرتے تھے اور ہر بات دوسری سے جدا ہوتی تھی جسے آپ کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص اچھی طرح ذہن نشین کر لیتا تھا۔

گفتگو میں بات کو دہرانا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3640

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) اپنی بات کو تین تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ سننے والا اچھی طرح بات سمجھ لے۔

بلاضرورت گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا۔ قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَه...(قَالَ)لَا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ۔

شعب الایمان، رقم الحدیث:1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے اپنے ماموں

ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔

ادائیگی الفاظ کی رعایت:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا۔ قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ...(قَالَ) يَفْتَحُ كَلَامَهُ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ۔

شعب الایمان، رقم الحدیث: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام گفتگو اول سے لے کر آخر تک الفاظ کی درست ادائیگی کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ (نوک زبان سے کٹے ہوئے لفظ ادا نہیں فرماتے تھے)

بامعنی اور جامع گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا۔۔ قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ...(قَالَ)۔ يَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

شعب الایمان، رقم الحدیث: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کلمات کے

ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ (جوامع الکلم کا معنی یہ ہے کہ بات ادھوری نہ فرماتے تھے بلکہ مکمل فرماتے تھے)

کمی زیادتی سے پاک گفتگو:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ۔۔۔ (قَالَ) فَصْلٌ لَا فُضُولَ وَلَا تَقْصِيرَ۔

شعب الایمان، رقم الحدیث: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بالکل ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، نہ اس میں فضول بات ہوتی تھی اور نہ ہی کوتاہی۔

نرم خوئی:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَهُ۔۔۔ (قَالَ) دَمِثٌ لَيْسَ بِالْجَافِي وَلَا الْمُهِينِ۔

شعب الایمان، رقم الحدیث: 1362

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے عرض کی: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے اوصاف بتائیں! تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم خو تھے۔ آپ نہ تو سخت مزاج تھے اور نہ ہی کسی کی تذلیل فرماتے تھے۔

عرشِ الٰہی کا چھٹا خزانہ

﴿ملامت کی پرواہ نہ کریں﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چھٹا) حکم یہ دیا کہ میں دینی احکامات پر عمل کرتے وقت ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کروں۔

دو اہم باتیں:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں کسی ملامت کرنے والے کی طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرنا۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں پہلی یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا شروع کرتا ہے کچھ لوگ اس پر ناحق ملامت اور طعن و تشنیع وغیرہ کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب ملامت کی جائے تو طبعی طور پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ملامت کی پرواہ نہ کریں:

جب آپ شریعت کے حکم پر عمل کر رہے ہوں یا شرعی قوانین کی پابندی کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں کچھ لوگ آپ کو اس پر ملامت کریں گے، ایسے لوگوں کی ملامت کی پرواہ مت کریں کیونکہ ملامت کرنے والے مخلوق ہیں اور آپ خالق کی بات پر عمل کر رہے ہیں۔ خالق کے مقابلے میں خود مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں تو مخلوق کی باتوں کی بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟

اس لیے علم دین حاصل کریں، اپنی اولاد کو دین سکھلائیں، خود دین پر

عمل کریں، اپنی اولاد کو دین پر عمل کرائیں، اپنی وضع قطع اسلامی رکھیں، اپنا لباس، اپنا مزاج، اپنا انداز گفتگو، اپنا طرز زندگی الغرض اپنی ساری زندگی اسلامی طریقے کے مطابق گزاریں لوگوں کی ملامت کی پرواہ مت کیجیے۔

امام حسین بن عبد اللہ طیبی رحمہ اللہ (م:743ھ) شرح مشکوٰۃ المصابیح میں اسی جملے کی شرح میں فرماتے ہیں: کُنْ صُلْبًا فِي دِينِكَ دینی معاملات میں خود کو پختہ کرو۔

داڑھی اور لباس:

مردوں میں عموماً دو باتوں کی وجہ سے لوگ ناحق ملامت کرتے ہیں۔ ایک تو داڑھی اور دوسرا لباس۔ بہت سے ناسمجھ لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں یا نفسِ امّارہ کے اکسانے پر داڑھی والا داڑھی کٹوا لیتا ہے اور یوں دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھلنی کرنے کا جرم کر بیٹھتا ہے۔

داڑھی کٹانا، دلِ رسول ﷺ کو زخمی کرنا ہے:

مرزا قتیل بیدل ہندوستان کے بہت بڑے شاعر تھے ان کے کلام میں سوز و گداز پایا جاتا ہے ایک مرتبہ انہوں نے بہت عمدہ عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران پہنچ گئی، وہاں کے ایک شخص اس نظم سے اتنے متاثر ہوئے کہ شاعر کی زیارت کے لیے ہندوستان چلے آئے۔ آکر ان کے بارے معلوم کیا تو پتہ چلا وہ حجام کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ یہ بھی حجام کے پاس جا پہنچے دیکھا کہ وہی شاعر صاحب داڑھی منڈوا رہے (شیو کروا رہے) ہیں۔ آنے والے شخص نے مرزا قتیل سے کہا: ”آغا ریش می تراشی“ (جناب! آپ بھی داڑھی منڈاتے ہیں؟)

مرزا صاحب نے شوخی سے جواب دیا:

بلے ریش می تراشم
لکن دل کسے نمی خراشم

(ہاں! داڑھی تراشتا ہوں لیکن کسی کا دل نہیں چھیل رہا ہوں)

بیدل صاحب سے بھی ایک "صاحبِ دل" مخاطب تھے فورا کہا: "آرے دل رسول اللہ می خراشی!" (ہاں، ہاں! یہ کام کر کے آپ کسی اور کا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ضرور چھلنی کر رہے ہو)

یہ بات مرزا قتیل بیدل کے دل پر جا لگی اور انہوں نے اس آنے والے شخص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

جزاک اللہ چشمم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہم راز کردی

ترجمہ: اے میرے مہربان! اللہ تمہیں اس خیر خواہی کا بدلہ اپنی شایانِ شان عطا فرمائے تم نے غفلت کی وجہ سے میری بند آنکھیں کھول دیں اور مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باخبر کر دیا۔

لباس پہننے میں گناہ سے بچیں:

اسی طرح اگر اسلامی طرز کا لباس اسلامی طریقے کے مطابق پہن لیا جائے تو لوگ باتیں بناتے ہیں۔ یا پھر وہ خود کو اپنی نگاہ میں اچھا خیال نہیں کر رہا ہوتا جس کی وجہ سے وہ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا لیتا ہے اور یوں ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:5787

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹخنے اور اس کے نیچے نیچے کا جو حصہ شلوار، چادر وغیرہ سے چھپا رہ جائے گا وہ قیامت والے دن جہنم میں جلے گا۔

ایک فقہی مسئلہ:

حدیث پاک میں جو وعید ہے اس کے لیے دو شرطیں ہیں: نازلاً اور قائماً۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ نازلاً کا معنی ہے کہ وہ کپڑا اوپر سے نیچے کی طرف آنے والا ہو جیسے شلوار، تہبند، پینٹ۔ اس کے برعکس یعنی جرابیں موزے وغیرہ مراد نہیں۔ قائماً کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونے اور چلنے پھرنے کی حالت مراد ہے اگر انسان بیٹھا ہوا یا لیٹا ہوا ہو اور کپڑے کی وجہ سے ٹخنے ڈھکے رہیں تو اس میں گناہ نہیں ہے۔

خواتین کے لیے پردے کا حکم:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ؕ وَتُوبُوٓا إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

سورۃ النور، رقم الآیۃ: 31

ترجمہ: اے میرے پیغمبر! آپ ایمان والی خواتین سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس حصہ کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے اور اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے اور چادریں اپنے گریبانوں اور سینوں پر بھی ڈالے رہا کریں۔ اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو کسی پر ظاہر نہ کریں ماسوائے اپنے شوہروں کے، باپ کے، اپنے شوہروں کے باپ (سسروں) کے، اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے (ان کی سابقہ بیویوں کے) بیٹوں (سوتیلے بیٹوں) کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں (بھتیجوں) کے، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں (بھانجوں) کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا ان خدمت گزاروں کے جن کے دل میں کوئی جنسی تقاضا نہیں ہوتا یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے۔ اور مسلمان خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انہوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے۔ اور اے ایمان والو! تم سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح و کامیابی نصیب ہو۔

فائدہ: مذکورہ اشخاص کے علاوہ باقی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے، ان کے سامنے بے پردہ آنا گناہ ہے۔

ہمارے معاشرے میں خواتین کو پردے کے بارے میں طعنے سہنے پڑتے ہیں۔ ایسے موقع پر مسلمان خاتون کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا

کیا ہوا اصول ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ شریعت پر عمل کرتے وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ ملامت کی وجہ سے حق بات کہنا، سننا اور حق بات پر عمل کرنا مت چھوڑیئے۔

مسلمان کی شان:

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ خالق کو مخلوق کی وجہ سے ناراض نہیں کرتا اور خالق کے مقابلے میں مخلوق کی بات نہیں مانتا کیونکہ اس کے سامنے حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہوتا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

مسند احمد، رقم الحدیث: 1905

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کو راضی کرنے میں خالق کو ناراض مت کرو۔

نفس کی اطاعت:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللهِ

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2459

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص بہت عقل مند ہے جو اپنی حقیقت کو پہچانے اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد "کام" آئیں گے۔ اور وہ شخص بہت کم عقل ہے جو اپنی

خواہشات کے مطابق زندگی بسر کرے اور (اللہ کے حضور حساب وکتاب سے غافل ہو کر) اللہ پر محض امیدیں لگائے رکھے۔

اس حدیث کا معنی بتلاتے ہوئے ہیں امام محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (م: 279ھ) فرماتے ہیں:

وَمَعْنٰی قَوْلِهِ: مَنْ دَانَ نَفْسَهُ يَقُولُ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: مذکورہ بالا حدیث مبارک کا معنیٰ یہ ہے کہ عقل مند وہ شخص ہے جو قیامت والے دن کے مواخذے سے پہلے دنیا ہی میں اپنا محاسبہ کرتا رہے۔

امام محمد بن عیسیٰ بن سَورہ ترمذی رحمہ اللہ (م: 279ھ) ترمذی رحمہ اللہ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2459

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت والے دن کے حساب وکتاب سے پہلے اپنا محاسبہ کرو اور وہ نیک اعمال کرو جو آپ کو اللہ کے حضور پیش ہونے کے لیے پیش کر سکو۔ کیونکہ قیامت والے دن سب سے آسان اور ہلکا پھلکا حساب اس کا ہو گا جو دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا رہے۔

مقامِ فکر:

اب ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں غور کرنا ہو گا۔ کتنے مواقع ایسے

آتے ہیں ایک طرف ہمارے اللہ کا حکم ہوتا ہے اور دوسری طرف ہمارے نفس امارہ کی خواہش ہوتی ہے، ہمارا معاشرہ ہوتا ہے، ہمارا خاندان ہوتا ہے، ہمارے دوست احباب وغیرہ ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز کا وقت ہو چکا ہے، اذان ہو چکی ہے، جماعت کا وقت بھی قریب ہے اب ایک طرف اللہ کا حکم ہے کہ نماز ادا کرو اور دوسری طرف اپنے نفس کی خواہش ہے کہ سویا رہوں، بیٹھا رہوں، آرام کرتا رہوں، بیوی بچوں کے ساتھ باتیں کرتا رہوں، آفس میں کام کرتا رہوں، دکان پر خرید و فروخت کرتا رہوں، موبائل، ٹی وی وغیرہ دیکھتا رہوں۔ اب ایسے وقت میں اپنے نفس کی خواہش کو قربان کریں، اللہ کا حکم مانیں، سب کام کاج چھوڑیں، اٹھیں نماز کی تیاری کریں اور نماز ادا کریں۔

یا جیسے خوشی و غمی کے مواقع پر ایک طرف حکم شریعت ہوتا ہے اور دوسری طرف ہمارا معاشرہ، خاندان اور دوست احباب وغیرہ ہوتے ہیں۔ اب ایسے وقت میں حکم شریعت کے سامنے معاشرہ، خاندان وغیرہ سب کچھ چھوڑ دیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کریں۔

عرشِ الٰہی کا ساتواں خزانہ

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ساتواں) حکم یہ دیا کہ میں کثرت کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کا ورد کروں۔

توحید کا معنی:

اس کے معنی میں توحید کا مفہوم ایسے طور پر پایا جاتا ہے جو انسان کے دل و دماغ کو خود پسندی، عُجب پسندی اور تکبر سے ہٹا کر محض حق تعالیٰ شانہ کی ذات کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اصل میں یہ اس طرح ہے: لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَّةِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

ترجمہ: گناہوں سے دور ہونا اور نیکی کی راہ پر چلنا صرف اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہے۔

اللہ کے فضل و کرم کا قلبی یقین:

جب یہ تصور دل میں بیٹھ جائے کہ مجھے گناہوں سے دور رکھنے میں اللہ کا فضل شامل ہے اور میرے نیک اعمال میں اللہ کا کرم شامل حال ہے تو اللہ کی ذات کی محبت اور بڑھ جاتی ہے مزید یہ کہ انسان اس کو اپنا ذاتی کمال کہنے کے بجائے اللہ کی توفیق سمجھتا اور مانتا ہے جس کی وجہ سے روحانی رذائل مثلاً کبر و غرور، گھمنڈ، خود پسندی وغیرہ دل میں نہیں آتے اور انسان کی نیت میں پاکیزگی اور اخلاص پیدا

ہوتا ہے اسی نیت کی اخلاص کی وجہ سے وہ تھوڑا عمل بھی کرتا ہے تو اللہ اس کو زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔

ایک مُسلّم ضابطہ:

اَلْعَمَلُ الْقَلِيْلُ الَّذِىْ فِيْهِ إِخْلَاصٌ عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الْكَثِيْرِ الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ إِخْلَاصٌ.

ترجمہ: اخلاص والا تھوڑا عمل اللہ کے ہاں بغیر اخلاص کے کثیر عمل سے کئی درجے بہتر ہے۔

جنت کا خزینہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ: عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى فَقَالَ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6967

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے ایک ایسا وظیفہ نہ بتلاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ تو میں نے عرض کی: ضرور ضرور! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا کہ وہ یہ وظیفہ ہے: لَا حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ۔

کامل فرمانبردار بندہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللّٰهِ وَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَسْلَمَ عَبْدِي وَاسْتَسْلَمَ۔

الدعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث:155

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: میں تمہیں وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے نازل ہوا ہے اور جنت کے خزانوں میں سے ہے وہ ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (جب بندہ اس کو صدق دل سے پڑھتا ہے تو) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ انانیت سے دستبردار ہو کر میرا تابعدار اور مکمل فرمانبردار ہو گیا ہے۔

ننانوے بیماریوں کا علاج:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ

الدعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث:191

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ننانوے بیماروں کی دوا ہے ان میں سب سے کم درجے کی بیماری غم کی بیماری ہے۔

اَبان بن عثمان کو فالج کیوں ہوا؟

عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَمْ يُصِبْهُ شَيْءٌ يَضُرُّهُ۔ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَقَدْ أَصَابَهُ الْفَالِجُ فَقَالَ ابْنُ أَخِي: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ قُلْتُهَا حِينَ أَصَابَنِي۔

السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث:9762

ترجمہ: حضرت اَبان بن عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص صبح وشام تین تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے اسے کوئی نقصان دہ بیماری نہیں لگ سکتی۔ وہ کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ واقعے کے راوی فرماتے ہیں کہ ابان بن عثمان رحمہ اللہ پر فالج کا حملہ ہوا تو ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ تو وہ فرمانے لگے: جس دن مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اس دن میں یہ کلمات نہیں پڑھ سکا تھا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا کرشمہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ يُقَالُ لَهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ أَسَرُوا ابْنِي وَإِنَّهُمْ يُكَلِّفُونَهُ مِنَ الْفِدَاءِ مَا لَا نُطِيقُ قَالَ اِبْعَثْ إِلَى ابْنِكَ فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ: فَبَعَثْتُ إِلَيْهِ فَقَالَهَا فَغَفَلَ عَنْهُ الْمُشْرِكُونَ فَاسْتَاقَ خَمْسِينَ بَعِيرًا مِنْ إِبِلِهِمْ فَقَعَدَ عَلَى بَعِيرٍ مِنْهَا حَتَّى أَتَى بِهَا أَبَاهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

کتاب الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث:1672

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عوف بن مالک اشجعی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مشرکین نے میرے بیٹے (سالم) کو قید کر لیا ہے اور اتنے زیادہ تاوان کا مطالبہ کر رہے ہیں جو میری مالی حیثیت سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ اپنے بیٹے کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ وہ

کثرت کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتا رہے۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام مبارک پہنچا دیا میرا بیٹا لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا رہا (اس کا اثر یہ ہوا کہ) مشرکین میرے بیٹے کے بارے میں غفلت کا شکار ہو گئے وہ مشرکین کے اونٹوں میں سے پچاس اونٹ بھگا کر لے آئے اور ان میں سے ایک اونٹ پر بیٹھ کر اپنے والد کے پاس آئے اس موقع پر اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

دعائے مستضعفین:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو طَالِبٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاشِيًا إِلَى الطَّائِفِ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُجِيبُوهُ فَأَتَى تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ إِلَى مَنْ تَكِلُنِي إِلَى عَدُوٍّ بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي. أَيْ: يَلْقَانِي بِغِلْظَةٍ وَوَجْهٍ كَرِيهٍ عَلَى مَا فِي النِّهَايَةِ: أَمْ إِلَى صَدِيقٍ قَرِيبٍ كَلَّفْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ تَكُنْ غَضْبَانًا عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي غَيْرَ أَنَّ عَافِيَتَكَ أَوْسَعُ لِي أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ يَنْزِلَ بِي غَضَبُكَ أَوْ يَحِلَّ بِي سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: 5253

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب وفات پا گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے وادی طائف کی طرف پیدل سفر کیا، طائف والوں کو اسلام قبول کر کے ایمان لانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی (بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ترین اذیت میں مبتلا کیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سائے کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور وہاں دو رکعت ادا کیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی جسے ”دعائے طائف“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ”دعائے مستضعفین“ بھی کہا جاتا ہے:

اے اللہ! میں آپ سے اپنی کمزوری، بے بسی اور لوگوں کے نزدیک تیرے رسول کی بے قدری کی شکایت پیش کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! آپ عاجز اور کمزور لوگوں کے رب ہیں آپ میرے بھی رب ہیں۔ اے اللہ! آپ نے مجھے کن لوگوں کے حوالے کر دیا، کیا کسی بیگانے عضبناک دشمنوں کے حوالے کر دیا جو میرے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں یا کسی قریبی دوست کے حوالے کیا جس کو آپ نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟

اے میرے اللہ! اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے ان مصائب اور تکالیف کی پرواہ نہیں کیونکہ آپ کی عافیت والی نظر کرم کا میں زیادہ محتاج ہوں، میں آپ کی ذات کے اس نور کہ جس نور سے تاریکیاں (ختم ہو کر) روشن ہو جاتی ہیں اور جس نور کی برکت سے دنیا اور آخرت کے معاملات ٹھیک ہو جاتے ہیں، کی پناہ میں آتا ہوں کہ آپ مجھ پر اپنا غصہ نازل کریں یا آپ کا عتاب میرے اوپر نازل ہو۔

اے اللہ! مجھے آپ ہی کی رضا اور خوشنودی چاہیے یہاں تک کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اور آپ کے بغیر کسی کا کوئی زور اور کسی کی کوئی طاقت نہیں یعنی آپ کی مدد کے بغیر ہم کسی برائی سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی بھلائی حاصل کر سکتے ہیں۔

اذان کا جواب:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 876

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موذن اذان دے تو اذان سننے والا ان کلمات کا جواب اسی طرح دے جس طرح موذن نے ادا کیے ہیں۔ جب موذن (حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) کہے تو سننے والا ان کے جواب میں (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ) پڑھے۔ جو شخص صدق دل سے اس طرح کرے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

رات کو بیداری کے وقت:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِی أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1154

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہوا اور یہ کلمات پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ اس کے بعد یوں دعا کی: اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِی اے اللہ میری مغفرت فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ یا اس نے دعا مانگی تو اس کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے دس فوائد:

1: ان کلمات کے پڑھنے کا اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے
2: ان کلمات کو عرشِ الٰہی کا خزانہ قرار دیا گیا ہے۔
3: ان کلمات کے پڑھنے سے غم اور پریشانی کو دور ہوتی ہے۔
4: ان کلمات کے پڑھنے سے گناہوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔
5: ان کلمات کے پڑھنے سے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔

6: ان کلمات کے پڑھنے سے قید سے نجات ملتی ہے

7: ان کلمات کے پڑھنے سے جان ومال محفوظ ہو جاتے ہیں۔

8: ان کلمات کو پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

9: ان کلمات کے پڑھنے سے شیطانی وساوس سے نجات ملتی ہے۔

10: ان کلمات کے پڑھنے سے روحانی وجسمانی امراض سے نجات ملتی ہے۔

فائدہ: آج بہت ساری وبائیں پھیل رہی ہیں حال ہی میں کرونا وائرس جیسی مہلک اور جان لیوا وبا نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے تدابیر اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں کی صدق دل سے قدر کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحمد للہ! عرش الہی کے خزانے آج بروز منگل 17 رجب المرجب مطابق 2 مارچ 2021ء کو ترکی کے شہر دوزجیہ میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور مزید بھی دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

منگل، 2 مارچ، 2021ء

درج ذیل کتابیں زیر مطالعہ رہیں

- صحیح البخاری
- صحیح مسلم
- جامع الترمذی
- سنن ابی داوٗد
- سنن النسائی
- کتاب الزھد لابن المبارک
- مسند احمد
- مسند ابی یعلیٰ
- شعب الایمان للبیھقی
- الدعوات الکبیر للبیھقی
- المعجم الاوسط للطبرانی
- کتاب الدعاء للطبرانی
- مجمع الزوائد
- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح
- ادب الدنیا والدین، فصل فی اٰداب العلماء
- مختصر منھاج الصادقین
- بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ
- تنبیہ الغافلین